نوجوانوں میں تعلیم وتربیت کے فقدان کاتدارک اور سد باب سیرت مبارکہ کی روشنی میں

Causes of lack of education and socialization in youth and their remedies in light of the seerah

ڈاکٹر عطاء الرحمن*

ABSTRACT

Youth is no doubt the asset of Muslim world. If they are utilized in charitable activities; in the protection of respect and honor; and developmental works, they can prove to be beneficial and a blessing. While if they are taken by destructive elements in their hands they will become source of destruction and harm. By providing proper Islamic education, our future will be in safe hands and will breath in an air of respect among other nations.

In young age, deterioration in manners and moral corruption are alarming and cause mischief in society. Therefore, the interest taken in the problems of youth will result in a progressive society and ummah. Islam has given a special place to youth and has declared them future architect and leaders of humanity. The holy prophet S.A.W has given much importance to the youth and focused on them during his life time. In Islamic history, Muslim youth has represented the Muslim world in golden words and has spread the message of Islam's moral height and greatness to the coming generations and nations. Due to the importance of youth problem of the youth in current time regarding lack of education and training are particularly discussed in this article. The research article begins with the detailed study of the research done in the area of education and socialization of youth. Moreover, the importance of education and socialization has been discussed in the light of the teachings of Quran and Hadith. After this, decadence in education, factors responsible for the decadence in education and its worse consequences have been thoroughly discussed in the light of the teachings of Islam. As there are several reasons responsible for the downfall of education like: parents, teachers, education system, society, state, preachers, political parties and media, therefore, responsibility of the remedy of this lack of proper education and socialization also depend on all these stake holders. In the end of the paper, recommendations are given for the cure of decadence in education.

Keywords: *Destruction, Deterioration, Humanity, Socialization, Decadence.*

*Dean, Faculty of Arts & Humanities University of Malakand, Dir Lower.

نوجوان طبقہ بلاشبہ امت مسلمہ کاایک قیمتی سرمایہ ہے،اگراسے خیر وبھلائی کے کاموں،عزت وعظمت کے تحفظ اور تعمیر و ترقی کے امور میں صرف کیاجائے توپھر یہ طبقہ ایک نعمت اور خیر وبرکت بن جاتاہے اوراگراسے شر وفساداپنے رنگ میں رنگ لے تو وہی طبقہ خطرناک اورانتہائی نقصان دہ بن کر سامنے آتاہے۔اگران کی تربیت صحیح اسلامی خطوط پر ہوگی توہمارا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں ہوگااور صف اقوام میں ہم عزت اور وقار کی فضامیں سانس لے سکیں گے۔شباب اور جوانی میں اخلاق وکردار کا تنزل انتہائی خطرناک اور خوفناک ہوتاہے جس کی وجہ سے معاشرہ فتنہ وفساد کا شکار ہوجاتاہے۔لہذاجس قدر نوجوان طبقے کی تربیت اوران کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی لی جائے اتناہی امت اور معاشرے کاانجام بہتر ہوگا۔اسلام نے نوجوانوں کوخاص مقام عطاکیاہے اوراس کو مستقبل کا معمار اورانسانی قیادت کاسپہ سالار قرار دیاہے۔نبی کریمؐ نے اپنے دور کے سبھی نوجوانوں کواہمیت دی اور مرکز توجہ بنایا۔آپؐ نے اپنی بعثت سے تادم آخرین تعلیم وتربیت کے دونوں امور وفرائض بیک وقت سرانجام دیئے اور اپنی اس الہامی تعلیم سے نہ صرف جزیرہ عرب میں بلکہ اس وقت کی اور قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے ہمہ گیر انقلاب کی نوید سنائی۔نوجوانوں نے تاریخ اسلام میں اسلامی زندگی کی بہترین نمائندگی کی اور اخلاقی بلندی وعظمت اسلام کاپیغام مستقبل میں آنے والی نسلوں اور قوموں تک پہنچادیا۔عصر حاضر میں نوجوانوں کودرپیش مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ تعلیم وتربیت کا فقدان ہیں جس پراس تحقیقی مقالہ میں علمی بحث کی گئ ہے۔زیر نظر مقالہ میں ذیلی عنوانات کچھ اس طرح ترتیب دیئے گئے ہیں۔

1۔ تعلیم وتربیت کامفہوم

2۔ تعلیم وتربیت کافقدان اوراس کے اسباب

3۔ تعلیم وتربیت کے فقدان کے نقصانات, تدارک اور سدِّ باب

4۔خلاصہ بحث

5۔حواشی وحوالہ جات

علم کی تعریف:

علم عین کے کسرہ اورلام کے سکون کے ساتھ مصدر ہے سمع یسمع کے باب سے جس کا معنٰی ہے جاننا،پہچاننا۔قرآن کریم میں یہ لفظ متعدّد مواقع پر استعمال ہواہے،چنانچہ ارشاد ربّانی ہے:

عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ۔[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کررہے تھے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

لَكِنَّ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ [2]

ترجمہ: یہ کافرلوگ مانیں یانہ مانیں لیکن اللہ نے جوکچھ تم پر نازل کیاہےاس کے بارے میں وہ خود گواہی دیتاہے کہ اس نے اسے اپنے علم سے نازل کیاہے۔

ایک اور جگہ مضارع کاصیغہ استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ [3]

ترجمہ: اور اللہ وہ باتیں بھی جانتاہے جو تم چھپ کر کرتے ہو،اور وہ بھی جو تم علی الاعلان کرتے ہو۔

اصطلاح میں علم کی تعریف ہے کہ :إدراك الشيئ بحقيقته[4]کسی چیز کی حقیقت کو پہچاننا۔ باب تفعیل سےعَلَّمَ يُعَلِّمُ تَعْلیماً کسی کو سکھلانا،بتانا، سمجھانا۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ [5]اور تم کوان باتوں کاعلم دیاہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ایک اور جگہ فرمایا:وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ۔ [6]اورانہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے،اور ان کو پاکیزہ بنائے۔

تربیّت کی تعریف:

تربیت باب نصر ینصر سے مصدر ہے رَبَّ يَرُبُّ رَبّاً انتظام کرنا، بالادست ہونا۔اور باب تفعیل سے رَبَّا يُرَبِّي تَرْبِيَةً اسی سے کہاجاتاہے ورب ولده والصبي يربه ربا رباه أي أحسن القيام عليه ووليه حتى أدرك أي فارق الطفولية كان ابنه أو لم يكن یعنی اس نے اپنے بیٹے یاکسی بھی بچے کی تربیت کی یعنی اس کی دیکھ بھال، نگرانی اور پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہوجائے۔رَبَّ الْوَلَدَ [7]لڑکے کے بالغ ہونے تک پرورش کرنا،درجہ بدرجہ کمال کو پہنچانا۔[8]قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔[9]

ترجمہ: اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر ویساہی رحم کر جیساانہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔

تعلیم وتربیّت کی اہمیّت:

تعلیم وتربیّت کی اہمیّت کااندازہ اس بات سے لگایاجاسکتاہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جس رسول کے مبعوث فرمانے کی دعاکی اس کی صفت یہ بیان کی کہ وہ پیغمبر ایساہو جو لوگوں کو کتاب سکھلاکران کی تعلیم وتربیّت کرے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ [10]

ترجمہ: اور ہمارے پروردگار! ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجنا جو انہی میں سے ہو، جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، اور ان کو پاکیزہ بنائے۔

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی مؤمنین پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تمہارے اندر ایک ایسا رسول بھیجا جس کے فرائضِ منصبی میں تعلیم وتربیّت شامل ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ۔ [11]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقینا کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے بھی اپنے منصب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: انما بعثت معلما[12] کہ مجھے معلّم، تعلیم دینے والا بنا کر بھیجا گیا ہے اور فرمایا: انما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق-[13] مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مربّی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

اس سے بھی زیادہ فضیلت یہ کہ اللہ تعالیٰ خود معلّم، تعلیم دینے والا اور نبی اکرم ﷺ متعلّم تعلیم حاصل کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو فضل عظیم فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ [14]

ترجمہ: اور تم کو ان باتوں کا علم دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے، اور تم پر اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ مربّی تربیّت کرنے والا اور نبی علیہ السلام تربیّت حاصل کرنے والے ہیں:

أدبني ربي فأحسن تأديبي[15] کہ میرے ربّ نے مجھے اچھا ادب سکھلایا۔

حضورِ اکرم ﷺ پر غارِ حراء میں جو سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اس میں توحید، نماز، روزے اور دیگر عبادات کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اسلام نے سب سے پہلے جو اعلان کیا وہ تعلیم اور تربیّت کا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ،خَلَقَ الإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ،اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ ،الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ،عَلَّمَ الإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[16]

ترجمہ: پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔ پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی۔ انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

تعلیم وتربیّت کافقدان:

تعلیم وتربیّت کے فقدان کااندازہ اس بات سے لگایاجاسکتاہے کہ مخبرِ صادق ﷺ نے چودہ سوسال پہلے تعلیم و تعلّم پر زور دیتے ہوئے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ عنقریب علم کواٹھالیاجائے گا، یہاں تک کہ دوآدمیوں کے درمیان کوئی فیصلہ کرنے والا بھی نہیں ملے گا:

قال ابن مسعود: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعلموا العلم وعلموه الناس، تعلموا الفرائض، وعلموها الناس، تعلموا القرآن، وعلموه الناس، فإني امرؤ مقبوض، والعلم سينقص، وتظهر الفتن، حتى يختلف اثنان في فريضة لا يجدان أحدا يفصل بينهما[17]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: علم سیکھو اورلوگوں کوسکھاؤ، فرائض سیکھواور لوگوں کو سکھاؤ، قرآن سیکھواور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں انسان ہوں جو اٹھایاجاؤں گااور علم بھی عنقریب اٹھالیاجائے گا،اور فتنے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ دو شخصوں میں کسی فرض کے بارے اختلاف ہوگا توان کو کوئی نہ ملے گا جو ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء، حتى إذا لم يبق عالما اتخذ الناس رءوسا جهالا، فسئلوا فأفتوا بغير علم، فضلوا وأضلوا [18]

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سناکہ اللہ علم کواس طرح نہیں اٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ علماء کو موت دیکر علم کو اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تولوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے دینی مسائل پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسرں کو بھی گمراہ کریں گے۔

لہذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ تعلیمی انحطاط اور تربیّت کے فقدان کے اسباب کو تلاش کرکے اس کے نقصانات پر غوراوراس کاسدّباب کیاجائے، چونکہ تعلیم وتربیّت لازم وملزوم ہیں اس لئے ذیل میں اس کے فقدان کے اسباب ترتیب وار بیان کئے جائینگے۔

تعلیم وتربیّت کے فقدان کے اسباب:

1 ۔والدین کاخود تعلیم وتربیت سے بے بہرہ ہونا:

قرآن کریم میں مؤمنین کو یہ حکم دیا گیا ہے:

يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًاوَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ [19]-

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

اس آیت مبارکہ میں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے نفس اور اہل وعیال کو آگ سے بچانا ضروری ہے، لیکن اگر والدین خود اسلامی تعلیمات سے بے خبر اور بے بہرہ ہوں گے تو اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت کیسے کریں گے، مشاہدے سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جن بچوں کے والدین غیر تعلیم یافتہ ہوتے ہیں، تو ان کی اولاد تعلیم وتربیت سے عاری ہوتی ہے الاّ ماشاء اللہ۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته، والمرأة راعية في بيت زوجها ومسئولة عن رعيتها۔ [20]

ترجمہ: آدمی اپنے اہل پر نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہو گی۔

2۔ معاشی مشکلات:

اکثر والدین چاہتے ہیں کہ اپنی اولاد کی خوب تعلیم وتربیت کریں لیکن معاشی طور پر وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ تعلیمی اخراجات کا بوجھ برداشت کر سکیں، اس لئے نو عمری ہی میں بچوں کو محنت مشقّت پر لگا کر تعلیم سے محروم کر دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں فقر کو کفر کا سبب قرار دیا گیا ہے، جہل کا درجہ تو کفر سے کم ہے، لہذا جو کفر کے لئے سبب بن سکتا ہے وہ جہل کے لئے بطریق اولیٰ سبب بنے گا۔

عن عمر رضي الله عنه قال: جاء رجال أصحاب الصفة إلى النبي صلى الله عليه وسلم فشكوا إليه الحاجة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم كاد الفقر أن يكون كفرا۔ [21]

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اصحابِ صفّہ نے آکر نبی ﷺ کو تنگدستی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ تنگدستی کفر کے لئے سبب بن جائے۔

3۔ حکومتی عدم توجّہ:

تعلیم وتربیت کے فقدان کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ حکومت تعلیم تربیت پر بہت کم توجہ دے رہی ہے، بجٹ میں دفاع اور دیگر اخراجات کی بہ نسبت تعلیم کے لئے بہت کم رقم مختص کرتی ہے، اور وہ بھی تعلیم کی بجائے اکثر انتظامی اخراجات اور دیگر امور میں خرچ کی جاتی ہے۔ حالانکہ تعلیم ہر بچے کا حق اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں صفّہ میں باقاعدہ مدرسہ

آپ علیہ السلام کی نگرانی میں کام کرتا تھا، اور غزوہ بدر کے بعض قیدیوں پر مسلمانوں کے بچوں کو کتابت سکھانا لازم قرار دیا گیا تھا۔ فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فداءهم، أن يعلموا أولاد الأنصار الكتابة۔[22]

4۔ بچوں کی بے جا مار پیٹ اور اُن پر حد سے زیادہ سختی کرنا:

تعلیم وتربیت سے محروم ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اساتذہ بچوں کو سخت مارتے ہیں، بسا اوقات معاملہ ہسپتال اور موت تک بھی پہنچ جاتا ہے، بے جا سختی سے بچے بد ظن ہو کر تعلیم کو ادھورا چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ تعلیمات نبوی تو خوش اخلاقی، نرمی اور طالب علم کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتی ہے:

يسروا ولا تعسروا، وبشروا، ولا تنفروا [23]۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین میں آسانی کرو اور سختی نہ کرو، لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور انہیں متنفر نہ کرو۔

وروينا عن أبي هارون العبدي، وشهر بن حوشب قالا: كنا إذا أتينا أبا سعيد الخدري رضي الله عنه يقول: مرحبا بوصية رسول الله, قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ستفتح لكم الأرض ويأتيكم قوم أو قال: غلمان حديثة أسنانهم يطلبون العلم، ويتفقهون في الدين ويتعلمون منكم فإذا جاءوكم فعلموهم وألطفوهم ووسعوا لهم في المجلس وفهموهم الحديث فكان أبو سعيد يقول لنا: مرحبا بوصية رسول الله، أمرنا رسول الله أن نوسع لكم في المجلس وأن نفهمكم الحديث[24]

ترجمہ: ابوہارون عبدی اور شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ جب ہم طالب علم حضرت ابوسعید خدریؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو فرماتے، خوش آمدید خوش آمدید، حضور اکرم ﷺ کی وصیّت سنو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، کہ عنقریب زمین تمہارے لئے مسخر کی جائے گی، اور تمہارے پاس کم عمر آئیں گے جو علم کے بھوکے پیاسے ہوں گے، تفقّہ فی الدّین کے خواہش مند ہوں گے اور تم سے سیکھنا چاہیں گے، پس جب وہ آئیں تو انہیں تعلیم دینا، مہربانی سے پیش آنا، ان کی آؤ بھگت کرنا مجلس میں توسیع کرنا اور حدیث بتانا۔

5۔ نصاب کا مادری اور قومی زبان میں نہ ہونا:

تعلیم حاصل کرنے میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ ہمارا نصاب مادری اور قومی زبان میں نہیں، بلکہ زیادہ زور انگریزی پر دیا جاتا ہے، حتّی کہ اگر ایک آدمی اردو، پشتو، اسلامیات یا کسی اور مضمون میں ایم اے، ایم فل وغیرہ کرنا چاہے تو بھی اس کے لئے انگریزی کے مشکل مراحل سے گزرنا ضروری ہے، بلکہ متعلّقہ مضمون سے زیادہ سوالات انگلش کے متعلّق ہوں گے۔ انگریزی بطور مضمون کے اور انگریزی بطور ذریعہ تعلیم میں فرق نہیں کیا جاتا، جس کا لازمی اثر بچوں پر پڑتا ہے، غیر مادری زبان سیکھنے میں جس قدر محنت درکار

ہوتی ہے وہ کسی ماہر تعلیم پر مخفی نہیں، طالب علم جس قدر مادری زبان میں اظہار مافی الضّمیر کر سکتا ہے وہ غیر مادری زبان میں ہر گز نہیں کر سکتا، دوسری بات یہ بھی ہے کہ غیر مادری زبان میں بہت کم لوگ مہارت حاصل کرتے ہیں ورنہ عام لوگ ایک محدود لغات رٹ کر کام چلاتے رہتے ہیں اس طریقہ کار نے طلبہ کی تحقیقی صلاحیتوں کو کچل کرر کھ دیا ہے۔ سنّت خداوندی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہر قوم کو جو رسول مبعوث فرمایا تو انہی کی زبان میں مبعوث فرمایا تاکہ وہ قوم کو ان کی زبان میں سمجھا سکے:

وَمَا أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ بِلِسَانِ قَوۡمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ۔[25]

ترجمہ: اور ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا، خود اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تاکہ وہ ان کے سامنے حق کو اچھی طرح واضح کر سکے۔

ایک حدیث میں بھی یہ بات واضح کی گئی ہے، چنانچہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إنا معاشر الأنبياء كذلك أمرنا أن نكلم الناس بقدر عقولهم[26]

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیں انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ ان کی فہم اور سمجھ کے مطابق بات کریں۔

6۔ معاشرے میں تعلیم وتربیت کی اہمیّت کا فقدان:

عام لوگ اپنے ارد گرد کے معاشرے کو دیکھ کر اس سے اثر لیتے ہیں اگر معاشرے میں اچھائی غالب ہو تو بچے اور نوجوان اچھے اخلاق کے مالک بنتے ہیں اور اگر معاشرہ برائی میں مبتلا ہو تو بچے اور نوجوان بری عادات کو اپنا لیتے ہیں، اگر ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالیں تو اس میں فضولیات کو اپنایا جاتا ہے لیکن تعلیم وتربیت کو اہمیت نہیں دی جاتی معاشرے کے اثرانداز ہونے کی طرف احادیث مبارکہ میں بھی اشارہ ہے کہ اونٹ اور گھوڑوں والوں میں سختی اور غرور اور بکریوں والوں میں نرمی ہوتی ہے یعنی انسان جانوروں کی صحبت سے بھی اثر لیتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

والفخر والخيلاء في أهل الخيل والإبل الفدادين، أهل الوبر والسكينة في أهل الغنم[27]-

ترجمہ: فخر وغرور گھوڑے اور اونٹ والوں میں ہے جن کے دل سخت ہیں اور نرم اخلاقی و مسکینی بکری والوں میں ہے۔

7۔ اساتذہ کی نیم خواندگی اور تربیت کی کمی:

تعلیم وتربیت کے فقدان کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں سفارش اور رشوت کا کلچر عام ہو چکا ہے، اکثر اساتذہ اپنی تعلیمی استعداد کے بل بوتے پر نہیں، بلکہ سفارش، جعلی کاغذات اور دیگر ناجائز ذرائع سے عہدے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اگرچہ ان میں تعلیمی صلاحیّت بالکل ناپید ہوتی ہے، جب یہ نیم خواندہ اور غیر تربیت یافتہ لوگ بچوں کو پڑھائیں گے

،تو یہ کیا پڑھائیں گے اور کیسے تربیت کریں گے؟ چنانچہ فارسی کی مشہور ضرب المثل ہے "خفتہ را خفتہ کی کند بیدار"یعنی ایک سویا ہوا آدمی دوسرے سوئے ہوئے کو کیسے جگائے گا؟اور عربی کا ایک شعر ہے:

إذا كان الغراب دليل قوم... يدلهم على جيف الكلاب[28]

ترجمہ: کہ جب کوّا کسی قوم کا راہنما بن جائے تو اُن کو مردار کتّوں کے گوشت کی طرف راہنمائی کرے گا۔

8۔احساسِ ذمہ داری کا نہ ہونا اور تعلیم و تربیت کو مذہبی فریضہ کی حیثیّت نہ دینا:

تعلیم و تربیت کے فقدان کا ایک سبب یہ ہے کہ تعلیم و تربیت سے متعلّقہ افراد مثلاً والدین اساتذہ اور دیگر افراد اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں کرتے،اگر وہ اس کو مذہبی فریضہ سمجھ کر اہمیت دینے لگیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم دوبارہ عظمتِ رفتہ کو حاصل نہ کر سکیں،اگر ہم میں سے ہر ایک یہ سوچے کہ میری اولاد،میرے شاگرد اور میرے ماتحت میرے پاس ایک امانت ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت میری شرعی ذمہ داری ہے،مجھ سے قیامت کے دن ایک ایک لمحے کا حساب لیا جائے گا۔اور یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے امانت حقدار کو پہنچائی تھی؟تو میں کیا جواب دونگا۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا-[29]

ترجمہ: مسلمانو یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔

حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمایا:

أد الأمانة إلى من ائتمنك۔[30]

ترجمہ: جو تمہارے پاس امانت رکھوائے اس کی امانت ادا کرو۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته[31]

ترجمہ: تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق بازپرس ہو گی۔

9۔سکول،کالج،یونیورسٹیوں اور مدارس تعلیم گاہوں،دانش گاہوں کی کمی:

ایک اہم بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں انسانی پیدائش کی رفتار کے تناسب سے علمی درسگاہوں کی کمی ہے،اگر کچھ تھوڑی بہت ہیں بھی تو وہ بند پڑی ہیں اگر اس کا اندازہ کرنا ہو تو پنجاب کے پانچ ہزار بھوت سکول،سندھ کے زمینداروں کے اوطاقوں اور دیہاتوں کے ٹاٹ سکولوں سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ابتدائے اسلام میں انتہائی مشکلات کے باوجود کافی تعداد میں تعلیمی مراکز تھے چنانچہ مکّہ مکرّمہ میں 1مسجد اُبی بکر 2فاطمہ بنت خطّاب کا گھر 3دارارقم 4شعبِ اُبی طالب وغیرہ جبکہ مدینہ منوّرہ میں 5مسجد نبویؐ 6مسجد

بنی زریق 7 مقام قباء 8 نقیع الخضمات وغیرہ۔

10 ۔ نقل، سفارش اور جعل سازی:

ہمارے ملک میں ایک وباء جس نے تعلیمی نظام کو کھوکھلا کر دیا ہے، وہ سفارش، نقل اور جعل سازی کی وباء ہے۔ جب ایک بچے کو یہ بات معلوم ہو کہ میں اگر محنت نہ بھی کروں، تو امتحان میں نقل کر کے اچھے نمبروں کے ساتھ پاس ہو جاؤں گا یا کسی بڑے آدمی کی سفارش سے کروا کر یا جعلی کاغذات اور رشوت دے کر کسی اچھی نوکری اور عہدے کو حاصل کر لوں گا، تو لازمی بات ہے کہ وہ محنت اور مشقت سے جی چرائے گا، اور اس کا اثر صرف اس بچے تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ وہ بچے جو محنت کرنے والے ہیں جب یہ صورتحال دیکھتے ہیں تو ان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے، اور وہ بھی اس ناجائز راستوں پر چلنے کے طریقے تلاش کرنا شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیّت سے یہ کام ناجائز اور حرام ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: من غشنا فليس منا۔[32] جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا: الراشي والمرتشي في النار[33]- کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا جہنّم میں ہوں گے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: لاضرر ولاضرار-[34] یعنی نہ اپنے آپکو ضرر دینا جائز ہے اور نہ دوسروں کو۔

11۔ طبقاتی نظامِ تعلیم:

آج ہمارے ملک میں پانچ طرح کے نظامِ تعلیم رائج ہیں۔ اے لیول اور او لیول، آغا خان بورڈ، انگریزی میڈیم سکول، اردو میڈیم سکول اور دینی مدارس

اگر ان پانچ قسموں کو ہم مختصر کرنا چاہے، تو یہ دو قسم بن جائیں گے دینی نظامِ تعلیم اور عصری نظامِ تعلیم چونکہ ان دونوں قسموں کے نصاب اور درس گاہیں جدا جدا ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر نصاب پڑھنے والے دوسرے نصاب سے جو انہوں نے نہیں پڑھا قطعاً بے گانہ ہیں، لہذا پڑھا لکھا طبقہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، ایک کا نام " ملا" اور دوسرے کا نام تعلیم یافتہ پڑ گیا اور یہیں سے "مسٹر اور ملاّ کی کشمکش شروع ہو گئی، ہر ایک دوسرے کے وجود سے بے زار ہے، علماء تعلیم یافتہ حضرات پر فسق، الحاد اور بے دینی کا الزام لگاتے ہیں۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ علماء حضرات پر تنگ نظری دقیانوسی اور دہشت گردی کے الزامات لگاتا ہے۔ جس کی وجہ سے علماء عصری علوم اور تعلیم یافتہ حضرات دینی تعلیم سے محروم ہیں۔

12۔ طلباء کا مروجہ سیاسی سرگرمیوں میں حصّہ لینا:

تعلیم وتربیت کے فقدان کے اسباب میں یہ بھی ہے کہ طلبہ شعوری یا لاشعوری طور پر سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے پڑھائی متاثّر ہو جاتی ہے۔

13۔ بری صحبت اختیار کرنا:

بعض طلباء گندے ساتھیوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں، اور فحش فلمیں دیکھتے ہیں جن سے طلباء کے قیمتی اوقات ضائع ہو کر انکی صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں حالانکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے حرام چیزوں سے اجتناب کی ھدایت کی گئی ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اتق المحارم۔[35] حرام کاموں سے پرہیز کرو۔ دوسری حدیث میں ہے: من حسن إسلام المرء ترکه ما لا یعنیه۔[36] کسی شخص کے بہترین مسلمان ہونے کا تقاضا ہے کہ لغو باتوں کو چھوڑ دے۔

تعلیم وتربیت کے فقدان کے نقصانات:

آج کے بچے کل کے معمار ہیں، اگر بچپن سے ہی ان کی تعلیم وتربیت پر توجہ نہ دی گئی اور اس میں غفلت، کوتاہی اور لاپرواہی سے کام لیا گیا، توآنے والے وقت میں اس کے اتنے زیادہ نقصانات ہوں گے جو صرف بچے کی ذات تک محدود نہیں ہوں گے، بلکہ پورے معاشرے کو لپیٹ میں لے کر قوم وملت کی بربادی کا سبب بنیں گے۔ مثلاً بچے کے والدین، اساتذہ، سربراہ قوم، قبیلہ، ملک، معاشرہ اور دوست واحباب ایک بچے کے ایمانی، اخلاقی، جسمانی، دینی، عقلی، نفسیاتی، جنسی اور اجتماعی و معاشرتی تربیت کی ذمہ داری میں کوتاہی برتنے میں کرناکام ہو جاتے ہیں، تو یہ بچہ جھوٹ، چوری، گالم گلوچ، بے راہروی، فضول خرچی، بغض، حسد، دشمنی، قتل وقتال کرپشن، ڈاکہ اور منشیات کا استعمال شروع کر دیتا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ خرابیاں انفرادی نہیں، بلکہ اس سے پورا معاشرہ متاثر ہو گا، اسی طرح یہ دیگر بچوں کو بھی اسی کاموں پر لگائے گا اور یہ چنگاری ایک خوف ناک آگ کی صورت اختیار کر کے نہ صرف ملک بلکہ پوری ملت کو اس کا ایندھن بنا کر رکھ دے گی۔ مختصر یہ کہ اسلام میں تعلیم وتربیت کے تین مرحلے ہوتے ہیں: خاندان، مدرسہ اور معاشرہ۔

اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسا نظام وضع کیا جائے جس میں تعلیم وتربیت کی ابتداء خاندان ہی سے ہو۔ مدرسہ میں معلم مربی کے فرائض سرانجام دیں جبکہ معاشرہ اس کی پذیرائی کرے۔ آج نوجوان نسل کو جتنی تعلیم کی ضرورت ہے اتنی ہی تربیت کا احتیاج ہے، بلکہ آج اعلیٰ تعلیم سے زیادہ اعلیٰ تربیت کی ضرورت ہے۔ اگر صرف تعلیم ہی تمام مسائل کا حل ہوتی تو ان ممالک میں جرائم نہ ہوتے جہاں شرح تعلیم سو فیصد ہے۔ سرکاری، عدالتی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی جملہ امراض اور ان کے تدارک وانسداد کا واحد حل تعلیم کے ساتھ تربیت ہے۔

تدارک اور سدِّباب:

تعلیم وتربیت کے فقدان میں کئی عوامل اور اسباب کار فرما ہیں مثلاً والدین، اساتذہ، نظامِ تعلیم، معاشرہ، حکومت، منبر ومحراب، سیاسی جماعتیں اور میڈیا وغیرہ، لہذا تعلیم وتربیت کے فقدان کے سدِّباب کی بھاری بھر کم ذمہ داری بھی ان سب پر عائد ہوتی ہے۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ ہر بندہ دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرا کر خود کو بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس روش کو ختم

کرکے یہ سب ملکر یہ عزم کرلیں کہ ہم نے نسلِ نو کی تعلیم وتربیت میں حائل دیواروں کو بہر حال گرانااور فقدان کے اسباب کو بہر قیمت مٹاناہے ،تو کوئی بعید نہیں کہ نوجوانانِ قوم کو مختصر مدت میں بہتر تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کیاجاسکے۔ذیل میں تعلیم وتربیت کے تدارک اور سدِّباب کے متعلق چند معروضات پیش کی جاتی ہیں :۔

1۔والدین کی ذمہ داری:

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ خود بھی علم حاصل کریں اور اولاد کی تعلیم وتربیت کا بھی انتظام کرے،قرآن کریم میں مؤمنین کو یہ حکم دیا گیاہے :

يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ [37]-

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کواور اپنے گھر والوں کواس آگ سے بچاؤ جس کاایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

اس آیت مبارکہ میں حکم دیا گیاہے کہ اپنے نفس اور اہل وعیال کو آگ سے بچاناضروری ہےاور ظاہر بات ہے کہ اچھی تعلیم اور اعلیٰ تربیت ہی کے ذریعہ سے والدین اپنے آپ اور اولاد کو آگ سے بچا سکتے ہیں۔

2۔اساتذہ کی ذمہ داری:

تعلیم وتربیت دیناانبیائے کرام علیہم السلام کامبارک پیشہ ہے چنانچہ حضورِاکرم ﷺ نے اپنے منصب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: انما بعثت معلما[38] کہ مجھے معلّم، تعلیم دینے والا بناکر بھیجا گیاہےاور فرمایا:انما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق۔[39] مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مربّی بناکر بھیجا گیاہے۔لہذاایک معلّم ومربّی کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم وتربیت کو فرض منصبی سمجھتے ہوئے ہر وقت بچوں کی تعلیم وتربیت کی فکر میں لگارہے۔

3۔معاشرہ کی ذمہ داری:

یہ بات واضح ہے کہ معاشرہ مختلف افراد سے مل کر بنتاہے،اب معاشرے میں ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں ،متعلقین اور ارد گرد کے دیگر افراد کی تعلیم وتربیت میں حتّی المقدور اپنا حصہ ڈال کر اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی بھلائی اور خیر خواہی کو مقدّم رکھے،اسلام نے اسی کا حکم دیاہے،آپ ﷺ کافرمان ہے:

عن تميم الداری ان النبی ﷺ: قال:"الدين النصيحة ‘‘قلنا:لمن؟قال:’’لله ،ولكتابه ، ولرسوله، ولأئمة المسلمين وعامتهم"۔[40]

ترجمہ: تمیم داری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایادین خیر خواہی کانام ہے،ہم نے عرض کیا کس چیز کی؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااللہ کی،اس کی کتاب کی،اس کے رسول کی،مسلمانوں کے ائمہ کی اور تمام مسلمانوں کی۔

4۔ میڈیا کی ذمہ داری:

آج کل قوموں کی ترقی وزوال میں میڈیا کا جو کردار ہے وہ کسی بھی عقلمند انسان سے مخفی نہیں، میڈیا سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کر سکتا ہے، اسی طرح تعلیم وتربیت میں بھی میڈیا اہم کردار ادا کر سکتا ہے، اگر ہم اسلامی ممالک میں میڈیا کی ہر قسم اشاعتی میڈیا، صوتی میڈیا، تصویری میڈیا کی موجودہ عملی حالت کو دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ یہ میڈیا اسلامی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کی بجائے مغرب کے مفاد اور مغرب کی ثقافت کے لیے کام کر رہا ہے مثال کے طور پر مسلمانوں کے پاس اپنے ٹی وی چینلز تو ہیں لیکن بجائے اس کے کہ اس کے ذریعے لوگوں کے سامنے اسلامی اور ملی اقدار کا تعارف کرایا جائے الٹا دن رات مغربی طرز پر زندگی گزارنے کی تلقین کی جارہی ہے، ایسے واقعات اور پروگرام نشر کیے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر مسلمانوں کو اسلامی، قومی اور تاریخی اقدار اجنبی معلوم ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمان خواہش پرستی، فیشن اور مغربی معاشرے کی تقلید پر آمادہ ہو جاتے ہیں، مسلم معاشرے میں نوجوان مردوں اور عورتوں اوران کے طور طریقوں کے خلاف آزادی کا نام لے کر بے پردگی پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مدینہ منوّرہ تشریف آوری کے وقت نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے جو پیغام جاری فرمایا وہ سلام کو پھیلانے کا تھا: وكان أول شيء تكلم به أن قال "يا أيها الناس، أفشوا السلام "۔[41]

افشائے سلام سے لفظ السلام علیکم بھی مراد ہے، لیکن اس کا لغوی معنٰی مطلق سلامتی اور خیر خواہی پھیلانا ہے، گویا کہ اسلامی معاشرے میں میڈیا کا کام دینی اقدار، تعلیم وتربیت اور سلامتی پھیلانا ہے، نہ کہ ہلاکت، بربادی اور بے حیائی۔ اللہ تعالیٰ نے فحاشی پھیلانے والوں کے بارے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لا تَعْلَمُونَ۔[42]

ترجمہ: یاد رکھو کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

میڈیا والوں کو چاہئے کہ تعلیم وتربیت کے فقدان کے سدّباب کے لئے روزانہ کے حساب سے باقاعدہ پروگرام کریں۔ بچوں بوڑھوں اور جوانوں میں تعلیم کی اہمیت اجاگر کر کے ان کی تربیت پر بھرپور توجہ دے۔

5۔ منبر ومحراب:

مسلم معاشرے پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والے لوگ علمائے کرام ہیں، ظاہر بات ہے کہ علمائے کرام منبر ومحراب کے ذریعہ معاشرے کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی آواز، موقف اور مدّعیٰ بآسانی پہنچا سکتے ہیں، اور زندگی کے ہر شعبہ سے

تعلق رکھنے والے لوگ علمائے کرام کی باتوں اور تعلیمات کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، لہذا تعلیم وتربیت کے حوالے سے منبر ومحراب ایک اہم رول ادا کر سکتا ہے، اگر منبر سے مسلکی اختلافات، فرقہ واریت اور تعصّبات کی بجائے تعلیم وتربیت، حسن معاشرت اور اخلاق پر توجّہ دی جائے، تو بہت آسانی سے قوم اور معاشرے کو سدھارا جاسکتا ہے۔

6۔سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری:

سیاسی جماعتیں اور ان کے راہنما اور قائدین قوم کے نوجوانوں کے لئے رول ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں، لہذا ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قوم کے بچوں اور مستقبل کے معماروں کو سیاسی دھینگا مشتی، اختلافات، نعرہ بازی اور جلاؤ گھیراؤ کی بجائے ان کی تعلیم وتربیت پر توجّہ دے، اور ان کو قوم کی امیدوں کے روشن چراغ بنا کر ملک وملت کی تمنّاؤں کی آبیاری کرے۔ جب کہ ہماری سیاسی جماعتیں اس کوشش میں لگی رہتی ہیں کہ تمام حکومتی اور تعلیمی اداروں میں بغیر اہلیّت کے اپنی جماعت کے منظورِ نظر افراد کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کرے۔

7۔حکومت اور محکمہ تعلیم کی ذمہ داری:

تعلیم اور تربیت کے فقدان کے سلسلہ میں سب سے زیادہ ذمہ داری حکومت وقت اور محکمہ تعلیم پر عائد ہوتی ہے، عربی کا مشہور ضرب المثل ہے: "الناس علیٰ دینِ ملوکھم "[43] یعنی لوگ اپنے بادشاہوں کے طور طریقے کو اختیار کرتے ہیں، اردو میں کہا جاتا ہے "جیسا دیس ویسا بھیس"، اور عربی کے ایک شعر میں اس پوری صورتِ حال کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"إذا کان ربّ البیت بالدّف مولعاً۔۔۔فشیمۃ أھل البیت کلھم الرّقص"[44]

ترجمہ: یعنی جب گھر کا سربراہ ڈھول بجانے کا شوقین ہو تو گھر کے باقی افراد کی عادت ناچنا ہی ہوگی۔

لہذا اگر حکومتِ وقت اور محکمۂ تعلیم تعلیم کے نام پر جہالت اور بے حیائی کو فروغ دیں گے اور تعلیمی اور تربیتی سلسلہ میں موجودہ رکاوٹوں اور موانع کا سدِّ باب نہیں کریں گے تو لازمی طور پر نوجوان نسل علم وادب اور تعلیم وتربیت سے دور ہوتی جائے گی، اب حکومت اور محکمہ تعلیم کی کونسی ذمہ داریاں ہیں جن کی پورا کرنے سے علمی انحطاط اور تربیتی فقدان کا تدارک کیا جاسکے ذیل میں اختصار کے ساتھ ان کو لکھا جاتا ہے:

1۔قومی یا مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا:

شومئ قسمت سے مملکتِ خداداد میں انگریزی زبان کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور تعلیمی میدان میں اس کو لازمی سمجھا جاتا ہے، انگریزی کی وجہ سے بچوں کی ذہنی پریشانی مشقت بڑھنے اور ان کی تعلیم پر برے اثرات کو وضاحت کے ساتھ ذکر کیا جاچکا ہے، لہذا حکومت قومی یا علاقائی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنائے، البتہ انگریزی کو لازمی مضمون کے طور پر برقرار رکھے۔

2۔ مخلوط نظام تعلیم سے چھٹکارا:

اسلام نے جس طرح مردوں کی تعلیم کواہمیت دی اور جس طرح مرد حضرات علم کے بام عروج پر پہنچ کر مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے میں پیش پیش تھے اسی طرح اسلام نے خواتین کی تعلیم وکتابت پر بھرپور توجہ دی اوران کے حصولِ علم پر ان کی تعریف وتوصیف کی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے انصار خواتین کی علمی تڑپ پر فرمایا: "نعم النساء نساءالأنصار لم یکن یمنعھن الحیاء أن یسألن عن الدین، وأن یتفقھن فیه" [45]حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انصاری عورتیں بڑی اچھی تھیں انہیں دین کا مسئلہ دریافت کرنے یااس کی حقیقت کو سمجھنے میں جھوٹی شرم وحیاءمانع نہ ہوتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ بھی مختلف اوقات میں وعظ وتلقین کے ذریعہ خواتین کو تعلیم دیتے تھے چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے:

أن رسول اللہﷺخرج ومعه بلال، فظن أنه لم یسمع، فوعظھن وأمرھن بالصدقة، فجعلت المرأة تلقی القرط والخاتم، وبلال یأخذ فی طرف ثوبه۔[46]

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے قسم کھاکر بیان کیاکہ ایک مرتبہ عید کے موقعہ پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی صف سے گذر کر عورتوں کی صفوں میں پہنچے اس وقت آپ کے ہمراہ بلالؓ تھے آپ نے یہ گمان کیاکہ شاید عورتوں نے خطبہ نہیں سناتو آپ نے انہیں نصیحت فرمائی اورانہیں صدقہ دینے کا حکم دیا، پس کوئی عورت بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگی کوئی کچھ اور بلال اپنے کپڑے کے کنارے میں لینے لگے۔

لیکن مخلوط نظامِ تعلیم کے طلبہ پر ذہنی اور اخلاقی برے اثرات کسی بھی ذی شعور انسان پر مخفی نہیں، تقریباًستر 70فیصد والدین مخلوط نظامِ تعلیم کی تباہ کاریوں کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بیٹیوں کواعلیٰ تعلیم کے حصول سے محروم کردیتے ہیں، بالواسطہ طور پر حکومت ہی کواس محرومی کا ذمہ دار قرار دیاجاسکتاہے، لہذا حکومت پرلازم ہے کہ طلبہ وطالبات کے لئے الگ تعلیم کا انتظام کرے۔

3۔طبقاتی نظامِ تعلیم کاسدِّباب:

اسلامی نقطہ نظر سے علم کے حصول میں عرب اور عجم غریب اورامیر سب برابر ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں امیر اور غریب کے بچوں کاالگ الگ نظامِ تعلیم ہے اور دونوں کے لئے الگ الگ معیارات ہیں، جس کی وجہ سے غریب کابچہ حصولِ علم کے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں کرپاتا، اوراس وجہ سے وہ بچے احساسِ کمتری کا شکار ہوکر حصولِ علم سے دستبردار ہوجاتے ہیں اور آبادی کے اعتبار سے چونکہ یہ طبقہ زیادہ ہے، اس لئے اکثر لوگ جہالت کے اندھیروں میں پڑے رہ جاتے ہیں۔اس لئے حکومت پرلازم ہے کہ

امیروں کے بچوں کی طرح غریبوں کے بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کر کے تعلیم کو مفت اور بلا تفریق فراہم کرے، یہی اسلامی تعلیمات ہیں۔

4۔ اساتذہ اور معلّمین کی تقرّری اور چیک اینڈ بیلنس:

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں اساتذہ اور معلّمین کی تقرّری کے وقت تعلیمی معیار اور قابلیت کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا جاتا، بلکہ سفارش، اقرباء پروری، جعل سازی، اور ذاتی پسند و ناپسند کی بنیاد پر بھرتی کا عمل بروئے کار لایا جاتا ہے، حالانکہ قرآن کریم میں تو یہ حکم دیا گیا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔[47]

ترجمہ: یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ حکومت کے عہدے اور منصب جتنے ہیں وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں، جس کے امین وہ حکام اور افسر ہیں جن کے ہاتھ میں عزل و نصب کے اختیارات ہیں، ان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایس شخص کے سپرد کر دیں جو اپنی عملی اور علمی قابلیت کے اعتبار سے اس کا اہل نہیں ہے، بلکہ اُن پر لازم ہے کہ ہر کام اور ہر عہدہ کے لئے اپنے دائرہ حکومت میں اس کے مستحق کو تلاش کریں۔۔۔آج جہاں نظامِ حکومت کی ابتری نظر آتی ہے وہ سب اس قرآنی تعلیم کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہے، کہ تعلقات اور سفارشوں اور رشوتوں سے عہدے تقسیم کئے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نااہل اور ناقابل لوگ عہدوں پر قابض ہو کر خلقِ خدا کو پریشان کرتے ہیں، اور سارا نظامِ حکومت برباد ہو جاتا ہے۔[48]

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد بھی ہے کہ اگر کوئی حاکم اہل حضرات کو چھوڑ کر نااہل کو عامل اور ذمہ دار بنائے، تو اس نے اللہ تعالیٰ، اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے خیانت کا ارتکاب کیا۔

من استعمل عاملا من المسلمين وهو يعلم أن فيهم أولى بذلك منه وأعلم بكتاب الله وسنة نبيه، فقد خان الله، ورسوله، وجميع المسلمين۔[49]

ترجمہ: جو مسلمانوں میں سے کسی کو عامل بنائے، حالانکہ وہ جانتا ہو کہ ان میں اس سے بہتر موجود ہے، تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خیانت کی۔

تعلیم و تربیت کے فقدان کے اسباب میں ایک اہم سبب یہ ہے، لہذا جب تک اس غیر شرعی اور غیر اخلاقی طریقہ کار کا تدارک نہ کیا جائے تو تعلیمی اور تربیتی میدان میں آگے بڑھنا دشوار بلکہ محال ہے، نیز تقرّری کے بعد بھی اساتذہ پر چیک اینڈ بیلنس رکھنا چاہیے ، ان کی حاضری اور کارکردگی پر بھرپور نظر رکھنی چاہئے اور اچھی کارکردگی پر انعام و اکرام اور ترقی دے کر ان کی حوصلہ افزائی بھی

کرنی چاہئے، صوبہ خیبر پختون خواہ کی حکومت نے اس طرف پہلا قدم اٹھایا ہے،اللہ کرے کہ وہ اس جانب مزید پیش رفت کرے اور پورے ملک کے لئے قابل تقلید نمونہ بن جائے۔ وماذلک علی اللہ بعزیز۔

5۔مذہبی تعلیم:

تعلیم وتربیت کے فقدان کے تدارک کے لئے ایک اہم بات جو ہماری نوجوان نسل کو بے راہ روی سے بچانے کے لئے تیر بہدف ثابت ہوسکتی ہے،وہ اسکولوں ،کالجوں اور جامعات میں مذہبی تعلیم اوراقدار کوفروغ دینا ہے،ہمارا مذہب ،اسلام نام ہی تعلیم وتربیت کا ہے، لہذا جب تک مذہبی لٹریچر کو نصاب کااہم جزءنہ بنایا جائے اور نوجوانوں کو اپنے اسلاف کی تعلیمی اور تربیتی کارناموں سے روشناس نہ کرایا جائے، تو قوم کے یہ معمار اسی طرح بھٹکتے رہیں گے ،وہ مسلمان جو غیر اسلامی ممالک میں رہائش پذیر ہیں اپنی اولاد کو بے راہ وروی سے بچانے کے لئے مذہب کا سہارا لیتے ہیں جو کہ سو فیصد کامیاب تجربہ ہے۔

6۔ تعلیمی اداروں میں مروّجہ سیاست پر پابندی:

ایک اہم کام جو میری رائے میں تعلیمی اور تربیتی فقدان کی راہ میں سدِّسکندری بن سکتا ہے وہ طلبہ کی مروّجہ سیاست پر تعلیمی اداروں میں پابندی لگانا ہے، یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ ہمارے بہت سی مشہور جامعات علاقائی،لسانی، مذہبی سیاست اور پارٹی بازی کی وجہ سے علمی معیار برقرار نہیں رکھ سکیں اور طلبہ کاایک دوسرے کے خلاف ہنگامہ آرائی کرنا،ان کو جامعات میں مارناپیٹنا اور یہاں تک کہ قتل وقتال تک نوبت پہنچنا اسی سیاست کی کارستانیاں ہیں، طلبہ کے عالمِ شباب کا قیمتی وقت اس کی نظر ہوکر برباد ہوجاتا ہے۔ بعض جامعات کے منتظمین نے طلبہ کی سیاست پر پابندی لگادی ہے۔ حکومت اگر بلا تفریق اس پر پابندی لگادے تو اس کے اچھے نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ واللہ ولیّ التوفیق۔

حواشی و حوالہ جات

[1] البقرۃ 187:2

[2] النساء 166:4

[3] النحل 19:16

[4] اساتذہ کی کمیٹی، نگرانی ڈاکٹر صلاح الدین الھواری، المعجم الوسیط، دار البحار بیروت، طبع اول، 2007ء، ص1134

[5] النساء 113:4

[6] البقرۃ 129:2

[7] الزّبیدی، أبو الفیض محمد بن محمد بن عبد الرّزاق، تاج العروس، دار الھدایۃ، سطن، ج1، ص506

[8] بلیاوی، ابو الفضل مولانا عبد الحفیظ، مصباح اللغات، المیزان لاہور، 2004ء، ص272

[9] بنی اسرائیل 24:17

[10] البقرۃ 129:2

[11] آل عمران 164:3

[12] ابن ماجۃ، القزوینی، أبو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیۃ بیروت، سطن، ج1 ص83

[13] البیھقی، ابو بکر أحمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیّۃ بیروت، طبع سوم، 1424ھ، 2003ء، ج10۔ ص323

[14] النساء 113:4

[15] المتقی، الھندی، علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، طبع پنجم، 1401ھ، 1981ء، ج11، ص406

[16] العلق 1-5:96

[17] الدارمی، ابو محمد، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، سنن الدارمی، دار المغنی للنشر والتوزیع السعودیۃ، طبع اول، 1412ھ، ج1، ص298

[18] بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل بن مغیرہ، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، طبع اوّل، 1422ھ، ج1، ص31

[19] التحریم 6:66

[20] صحیح البخاری، ج2، ص5

[21] الطبرانی، ابو لقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، الدعاء للطبرانی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اول، 1413ھ، ج1، ص319

[22] حاکم، ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، 1411ھ، 1990ء ج2، ص152

[23] صحیح البخاری، ج ا، ص25۔

[24] ابن عبد البر، أبو عمر، ہوسف بن عبد اللہ بن محمد، جامع بیان العلم وفضلہ، دار ابن الجوزی السعودیۃ، طبع اول، 1414ھ، 1994ء، ج1، ص578۔

[25] ابراہیم 4:14

[26] أبو الحسن، خیثمۃ بن سلیمان، من حدیث خیثمۃ بن سلیمان، دار الکتاب العربی لبنان، 1400ھ، 1980ء ج1، ص57۔

[27] امام مسلم،القشیری،ابوالحسین مسلم بن حجاج النیسابوری، صحیح مسلم،داراحیاالتراث العربی بیروت، سطن،ج1،ص72۔

[28] أحمد بن إبراہیم بن مصطفى الهاشمی،السحر الحلال فی الحکم والأمثال،دار الکتب العلمیۃ بیروت، سطن،ج1،ص10۔

[29] النساء58:4

[30] أبو داؤد، سلیمان بن اشعث،السجستاني، سنن أبي داؤ،المکتبۃ العصریّۃ بیروت، سطن،ج3،ص290۔

[31] صحیح البخاری،ج2،ص5۔

[32] صحیح مسلم،ج1،ص99۔

[33] البزّار، أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق، مسند البزّار المنشور باسم البحر الذخّار، مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنوّرۃ، طبع اول، سطن،ج3،ص274

[34] سنن ابن ماجہ،ج۲،ص۸۴۷

[35] صحیح مسلم،ج3،ص1680،داراحیاء التراث العربی،بیروت۔

[36] الجامع الصحیح سنن الترمذي،ج4،ص551۔

[37] التحریم6:66

[38] ابن ماجۃ القزوینی، أبو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ،داراحیاء الکتب العربیۃ بیروت، سطن،ج1ص83۔

[39] البیہقی،ابو بکر أحمد بن حسین بن علی،السنن الکبریٰ،دار الکتب العلمیّۃ،بیروت، طبع سوم،1424ھ،2003ء،ج10۔ص323۔

[40] امام مسلم،القشیری،ابوالحسین مسلم بن حجاج النیسابوری، صحیح مسلم،داراحیاالتراث العربی بیروت، سطن،ج1،ص74۔

[41] الجامع الصحیح سنن الترمذي،ج4،ص652۔

[42] النور19:24

[43] أبو منصور الثعالبی، عبد الملک بن محمد بن اسماعیل، التمثیل والمحاضرۃ، الدار العربیۃ للکتاب بیروت، طبع دوم، 1401ھ،1981ءج1،ص131۔

[44] بہاء الدین الهمذانی، محمد بن حسین بن عبد الصمد، الکشکول، دار الکتب العلمیۃ بیروت،1408ھ،1998ء،ج1،ص246۔

[45] أبو داؤد، سلیمان بن اشعث،السجستاني، سنن أبي داؤ،المکتبۃ العصریۃ بیروت، سطن،ج1،ص85۔

[46] صحیح البخاري،ج1،ص31۔

[47] سورۃ النساء58:4

[48] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی،1429ھ،2008ءج2،ص264۔

[49] البیہقی،ابو بکر أحمد بن حسین بن علی،السنن الکبریٰ،دار الکتب العلمیّۃ بیروت، طبع سوم،1424ھ،2003ء،ج10۔ص201۔